ہمارا سیاسی نصب العین

کسی راستہ پہ چلنے سے پہلے منزل مقصود کا تعین ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ حرکت اور سفر کو بذاتِ خود تو مقصود نہیں بنایا جا سکتا۔ کم از کم ذی عقل و ہوش انسانوں کے لئے تو یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ محض چلنے کی خاطر چلیں اور منتہائے نظر کوئی نہ ہو۔ لہذا مسلمانوں کے تمام سوچنے والے لوگوں کو سب سے پہلے یہ طے کرنا چاہئے کہ ان کا منتہائے نظر یا نصب العین کیا ہے۔ اس کے بعد طریق کار اور راہ عمل کا انتخاب زیادہ آسان ہو جائے گا، کیونکہ جب وہ مقام متعین ہو جس تک ہمیں جانا ہے، تو وہ راستہ بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے جو اس مقام تک پہنچنے کا سب سے زیادہ سیدھا اور سب سے زیادہ اقرب راستہ ہو۔

عام طور پہ آزاد خیال مسلمان اپنی "قوم پرستی" کی نمائش کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ہمارا نصب العین ہندوستان کی کامل آزادی ہے۔ لیکن یہ بات عموماً بغیر سوچے سمجھے کہہ دی جاتی ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہماری منزل مقصود محض آزادی ہی نہیں ہے بلکہ ایسی آزادی ہے جس کی وجہ سے ہندوستان میں اسلام نہ صرف قائم رہے، بلکہ عزت اور طاقت والا بن جائے۔ آزادی ہند ہمارے نزدیک مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ اس اصل مقصد کے لئے ایک ضروری ذریعہ

ناگزیر وسیلہ ہونے کی حیثیت سے مقصود ہے۔ ہم صرف اُس آزادی کے لئے لڑنا چاہتے ہیں، بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ اپنے مذہب کی رو سے لڑنا فرض جانتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ملک کلیتہً نہیں تو ایک بڑی حد تک دار الاسلام بن جائے لیکن اگر آزادی ہند کا نتیجہ یہ ہو کہ یہ جیسا دار الکفر ہے ویسا ہی رہے یا اس سے بدتر ہو جائے تو ہم بلا کسی مداہنت کے صاف صاف کہتے ہیں کہ ایسی آزادی وطن پر ہزار مرتبہ لعنت ہے، اور اس کی راہ میں لڑنا، لکھنا، روپیہ صرف کرنا، لاٹھیاں کھانا اور جیل جانا سب کچھ حرام، قطعی حرام ہے۔

یہ ایسی صاف بات ہے جس میں دو رائیں ہونے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ خصوصاً جو شخص قرآن اور سنت پر نظر رکھتا ہے اور منافق نہیں ہے وہ تو اس کے برحق ہونے میں چون وچرا نہیں کر سکتا۔

ہندوستان میں آزادی مسلم کا کم سے کم مرتبہ

منزل مقصود کا انتہائی مقام یعنی ہندوستان کو کلیتہً دار الاسلام بنانا تو اتنا بلند مقام ہے کہ آج کل کا کم ہمت مسلمان اس کا قصد کرنے کی جرأت اپنے اندر نہیں پاتا۔ خیر جانے دیجئے اس کو ——— اس سے فروتر درجے میں جس مقصد کے لئے ہم کو لڑنا چاہئے وہ کم سے کم یہ ہے کہ ہندوستان نہ تو بیرونی کفار کے تسلط میں رہے اور نہ اندرونی کفار کے کامل تسلط میں چلا جائے، بلکہ آزاد ہو کر شبہ دار الاسلام بن جائے۔

اب آگے بڑھنے سے پہلے اس بات کو سمجھ لیجئے کہ شبہ دار الاسلام سے

کیا مراد ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے معنی یہ سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کے سے نام رکھنے والوں کو اسمبلیوں اور کونسلوں کی نشستیں اور سرکاری عہدے مل جائیں اور ہندوستان کے معاشی ثمرات میں ان کو بھی متناسب حصہ ملے، اور آزاد ہندوستان کی تمام عمرانی ترقیات سے (خواہ وہ ترقیات کسی صورت میں ہوں)، انہیں بلا امتیاز مستفید ہونے کا موقع ملے، تو ہم کہیں گے کہ وہ غلطی پر ہے۔ ہم جس چیز کو شبہ دارالاسلام سمجھتے ہیں، اور جو چیز درحقیقت اس نام سے موسوم ہوسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی حکومت میں ہم محض "ہندوستانی" ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ "مسلمان" ہونے کی حیثیت سے حصہ دار ہوں اور ہمارا یہ حصہ اس حد تک طاقت ور ہو کہ :-

(۱) ہم اپنی قوم کی تنظیم اصول اسلامی کے مطابق کرسکیں یعنی ہم کو حکومت کے ذریعہ سے اتنی قوت حاصل ہو کہ ہم مسلمانوں کے لئے اسلامی تعلیم و تربیت کا انتظام کرسکیں، ان کے اندر غیر اسلامی طریقوں کے رواج کو روک سکیں، ان پر اسلامی احکام جاری کرسکیں، اور اپنی قوم میں جو اصلاحات ہم خود اپنے طریق پر نافذ کرنے کی ضرورت سمجھیں ان کو خود اپنی طاقت سے نافذ کرسکیں مثلاً زکوٰۃ کی تحصیل، اوقاف کی تنظیم، قضاء شرعی کا قیام، قوانین معاشرت کی اصلاح وغیرہ۔

(۲) ہم اس ملک کے نظم و نسق اور اس کی تمدنی و معاشی تعمیر جدید میں اپنا اثر اس طرح استعمال کرسکیں کہ وہ ہمارے اصول تمدن و تہذیب کے خلاف نہ ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ وسیع پیمانہ پر تمام ملک کی اجتماعی زندگی اور معاشی تنظیم اور تدبیر مملکت کی مشین جو شکل بھی اختیار کرے گی اس کا اثر دوسری

قوموں کی طرح ہماری قوم پر بھی پڑے گا۔ اگر یہ تعمیر جدید اُس نقشہ پر ہو جو اپنے اصول و فروع میں کلیتہً ہماری تہذیب کی ضد ہے تو ہماری زندگی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے ناگزیر ہو جائیگا کہ یا تو ہم تمدن و معیشت کے اعتبار سے غیر مسلم بن جائیں، یا پھر ہماری حیثیت اس ملک میں تمدنی و معاشی اچھوتوں کی سی ہو کر رہ جائے۔ اس نتیجہ کو صرف اسی طرح روکا جا سکتا ہے کہ ہند جدید کی تشکیل پر ہم اپنا اثر کافی قوت کے ساتھ ڈال سکیں۔

(۳) ہندوستان کی سیاسی پالیسی میں ہمارا اتنا اثر ہو کہ اس ملک کی طاقت کسی حال میں بیرون ہند کی مسلمان قوموں کے خلاف استعمال نہ کی جا سکے۔

کانگریس کے "بنیادی حقوق" ہمارے منتہائے نظر نہیں ہو سکتے

یہ مقصد جس کی ہم نے توضیح کی ہے وہ کم سے کم چیز ہے جس کے لیے ہم کو لڑنا چاہیئے۔ مدافعت کا پہلو صرف کمزور اختیار کرتے ہیں اور ان کا آخری انجام شکست ہے۔ اگر آپ مقصد صرف اُن حقوق کے اصول کو بناتے ہیں جن کا اطمینان کانگریس نے اپنے "بنیادی حقوق" والے ریزولیوشن میں دلایا ہے تو آپ دھوکے میں ہیں۔ آپ کی تہذیب، زبان، پرسنل لا، اور مذہبی حقوق کا تحفظ بھی جسے آپ کافی سمجھے بیٹھے ہیں، دراصل اس کے بغیر ممکن نہیں کہ آپ فارورڈ پالیسی اختیار کر کے حکومت کی تشکیل میں طاقت ور حصہ دار بننے کی کوشش کریں۔ اس میں

اگر آپ نے غفلت کی اور حکومت کا اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا جو مسلمان نہیں ہیں تو یقین رکھئے کہ کوئی کانسٹی ٹیوشن آپ کو من حیث المسلم ہلاک ہونے سے نہ بچا سکے گا۔ انگریزی حکومت نے بھی آپ کے بہت سے حقوق تسلیم کر رکھے ہیں، مگر غور کیجئے، وہ کیا چیز ہے جس نے آپ کو خود اپنے حقوق سے دست بردار کرا دیا؟ انگریز نے آپ سے یہ کبھی نہیں کہا کہ اپنی زبان میں لکھنا، پڑھنا، بولنا سب چھوڑ دو اور میری زبان اختیار کر لو؟ پھر کیا چیز ہے جس نے آپ کی قوم کے ہزاروں لاکھوں افراد کو اپنی زبان سے بیگانہ بنا دیا اور انگریزی کا اتنا غلام بنایا کہ وہ اپنے گھروں میں اپنی بیویوں اور بچوں تک سے انگریزی بولنے لگے؟ انگریز نے آپ سے یہ کبھی نہیں کہا کہ تم نماز روزہ چھوڑ دو، زکوٰۃ نہ دو، شراب پیو، اور اپنے مذہب کے سارے احکام کو نہ صرف بالائے طاق رکھ دو بلکہ ان کا مذاق تک اڑاؤ۔ پھر کس چیز نے آپ کی قوم کے لاکھوں کروڑوں افراد کو ایک صدی کے اندر اپنے دین و ایمان سے عملاً منحرف کر ڈالا؟ انگریز نے آپ سے کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا تھا کہ اپنی معاشرت بدل دو، اپنا لباس بدل دو، اپنے مکانوں کے نقشے بدل دو، اپنے آداب و اخلاق بدل دو، اپنی صورتیں بگاڑو، اپنے بچوں کو انگریز بناؤ، اپنی عورتوں کو میم صاحب بناؤ، اپنے تمدن اور اپنی تہذیب کے سارے اصول چھوڑ کر پوری زندگی ہمارے نقشے پر ڈھال لو۔ پھر وہ کونسی چیز ہے جس نے آپ سے سب کچھ کرا ڈالا؟ ذرا دماغ پر زور ڈال کر سوچئے۔ کیا اس کا سبب غیر مسلم اقتدار کے سوا اور بھی کچھ ہے؟ ڈھائی تین لاکھ انگریز چھ ہزار میل دور سے آتے ہیں۔ آپ سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ قصداً آپ کے

اندرونی معاملات اور آپ کے تمدنی و معاشرتی مسائل میں دخل دینے سے پرہیز کرتے ہیں۔ پھر بھی ان کے اقتدار کا یہ اثر ہوتا ہے کہ بیرونی جبر سے نہیں بلکہ اندرونی انقلاب سے آپ کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے اور آپ خود بخود اپنے اُن بنیادی اور فطری حقوق تک سے دست بردار ہو جاتے ہیں جن کو کوئی حکومت اپنی رعایا سے نہیں چھینتی اور نہیں چھین سکتی۔ اب ذرا اندازہ لگائیے کہ اگر آزاد ہندوستان کی حکومت غیر اسلامی نقشہ پر بن گئی اور اس کا اقتدار ان ہندوستانیوں کے ہاتھ میں چلا گیا جو مسلمان نہیں ہیں، تو اس کے اثرات کیا ہوں گے؟ وہ انگریزوں کی طرح قلیل التعداد بھی نہیں۔ آپ سے الگ تھلگ رہنے والے بھی نہیں۔ اور پھر غیر ملکی بھی نہیں ہیں کہ سیاسی پالیسی ان کو تمدنی و معاشرتی مسائل میں دخل دینے سے روکے۔ ان کے اقتدار میں آپ کے اندرونی تحول و انقلاب کا کیا حال ہوگا اور کانسٹی ٹیوشن کی کون کون سی دفعات آپ کو اپنے حقوق کی پامالی سے روکیں گی؟

مسلمانوں کیلئے صرف ایک راستہ

پس جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں، مسلمانوں کے لئے ایسی آزادیٔ وطن کے لئے لڑنا تو قطعی حرام ہے جس کا نتیجہ انگلستانی غیر مسلموں سے ہندوستانی غیر مسلموں کی طرف اقتدار حکومت کا انتقال ہو۔ پھر ان کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ وہ اس انتقال کے عمل کو بیٹھے ہوئے خاموشی سے دیکھتے رہیں، اور ان کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ اس انتقال کو روکنے کے لئے انگلستانی غیر مسلموں کا اقتدار

قائم رکھنے میں معاون بن جائیں۔ اسلام ہم کو ان تینوں راستوں پر جانے سے روکتا ہے۔ اب اگر ہم مسلمان رہنا چاہتے ہیں اور ہندوستان میں اسلام کا وہ حشر دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو اسپین اور سسلی میں ہو چکا ہے تو ہمارے لئے صرف ایک ہی راستہ باقی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم آزادی ہند کی تحریک کا رخ حکومتِ کفر کی طرف سے حکومتِ حق کی طرف پھیرنے کی کوشش کریں اور اس غرض کے لئے ایک ایسی سرفروشانہ جنگ پر کمربستہ ہو جائیں جس کا انجام یا کامیابی ہو یا موت۔

یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

ہم آزادی ہند کے مخالف نہیں بلکہ ہر آزادی خواہ سے بڑھ کر اس کے خواہشمند ہیں اور اس کے لئے جنگ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، لیکن وطن پرست کے نصب العین سے ہمارا نصب العین مختلف ہے۔ وہ صرف ایسی آزادی چاہتا ہے جس کا نتیجہ "ہندوستانی" کی نجات ہو۔ اور ہم وہ آزادی چاہتے ہیں جس کا نتیجہ "ہندوستانی" کے ساتھ "مسلم" کی نجات بھی ہو۔

اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس موضوع پر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب "الجہاد فی الاسلام" کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔ قیمت غیر مجلد للعہ روپے۔ مجلد صہ روپے
دفتر ترجمان القرآن سے طلب کریں